نام کتاب : علامه شبلی نعمانی ، معاندانه تنقید کی روشنی میں
مصنف : سید شہاب الدین دسنوی
ناشر : مجلس نشریات اسلام ، ناظم آباد نمبر ۱ کراچی ۱۸
صفحات : ۱۴۷ (مجلد) قیمت پیچیس روپیے ۔

علامه شبلی نعمانی اردو کے ارکان خمسه میں سے ایک هیں ۔ ان کی دینی، ادبی اور لسانی خدمات کا اهل علم نے همیشه اعتراف کیا ہے۔

سیرة النبی ، شعر العجم ، الفاروق اور بہت سے شاهکار ان کے رشحات قلم کا نتیجه هیں ، جو علمی سرمایه هیں ، اور تشنگان علم و تحقیق کے مطالعه کا محور هیں ۔

علامه شبلی نعمانی جس دور کی نمائندگی کرتے هیں ۔ وه مشرقی قدروں کے عروج کا دور ہے ۔ جس میں معاشرتی امور ، سماجی حالات اور خاندانی نظام پر مشرقی اقدار کی گہری چھاپ دکھاتی دیتی ہے۔ یہی وجه ہے که مشرقی رسم و رواج سے هٹ کر وقوع پذیر هونے والا چھوٹا سا عمل بھی بہت بڑا اور بعض اوقات سنگین دکھائی دیتا ہے ۔

غالباً یہی وجه ہے که علاّمه شبلی نعمانی اور عطیّه فیضی کے خالص علمی و ادبی روابط بھی موردِ تنقید ٹھہرے ، چنانچه شبلی کی داستان معاشقه نامی کتاب بھی اهل علم کے هاتھوں میں پہنچی ، اور خطوط شبلی کا مقدمه بھی اهل علم کی نظر سے گذرا ۔ میری ناچیز رائے میں اس سوچ کا پیش منظر وهی مشرقی روایات تھیں ۔ وگرنه کسی صاحب علم خاتون کا (اپنے) هم عصر عالم وادیب سے رابطه کسی شک و شبه کو جنم نہیں دیا ۔

بیسویں صدی عیسوی کے نصف اول کے برصغیر پر نگاه ڈالی جائے تو یه حقیقیت سامنے آتی ہے . که اس دور میں مشرق کی

عورت بہت حد تک گمنامی کی زندگی بسر کر رہی تھی ۔ لیکن عطیہ فیضی نے اس روایت کو ایک نیا رخ دیا ۔ اور انھوں نے نہ صرف برصغیر میں تعلیم حاصل کی بلکہ یورپ جا کر بھی تعلیم مکمل کی ۔ اس علمی معیار اور ادبی ذوق کی بناء پر وہ اہل علم سے روابط رکھنا چاہتی تھیں ۔ چنانچہ علامہ شبلی نعمانی کے علاوہ اُن کے علامہ اقبال سے بھی روابط تھے ۔ اُن روابط کی نوعیت علمی اور ادبی رہی ۔ یہی وجہ ہے کہ ان خطوط کو اشاعت کیلئے دینے میں اُنھیں کوئی تأمل نہیں ہوا ۔

> ۱۹۲۲ء یا ۱۹۲۳ میں اپنے نام شبلی کے خطوط مولوی محمد امین زبیری کے حوالے کرتے ہوئے انھیں تأمل نہیں ہوا ۔ کیونکہ ان خطوط میں ایسی ویسی کوئی بات نہ تھی ۔ صرف ادبی شوخیاں یا شاعرانہ خیالات کہیں کہیں آ گئے تھے۔
> (زیر تبصرہ کتاب ص ۱۲۷)۔

زیر تبصرہ کتاب میں فاضل مصنف نے اس امر کی وضاحت کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ علامہ شبلی نعمانی اور عطیہ فیضی کے روابط علمی اور ادبی نوعیت کے تھے ، اور یہ روابط اس لئے استوار ہوئے کہ علامہ شبلی نعمانی بمبئی جایا کرتے اور وہاں گوشہ تنہائی میں قیام کر کے اپنے علمی منصوبوں کی تکمیل کرتے تھے ۔ اور عطیہ فیضی کا مسکن بھی بمبئی تھا ۔ نیز عطیہ فیضی کا ادبی و علی ذوق بہت عمدہ تھا ۔ اس لئے وہ علامہ کی قدر شناس اور ان کی علمی و ادبی خدمات کی معترف تھیں ۔

یہ کتاب اس دور کی تصویر کشی کرتی ہے جس میں مشرقی اقدار اپنے پورے عروج پر تھیں ۔ اور یہ دور ہماری تاریخ و ثقافت کا اہم دور ہے۔ تاہم اب یہ قدریں کمزور پڑ رہی ہیں اور سبھی معاشروں

میں عورت (بھرپور) کردار ادا کر رہی ہے۔ اس لئے ایسے موضوعات اب بظاہر (قصہ پارینہ معلوم ہوتے ہیں ۔ جنھیں منظر عام پر لانے کی چنداں ضرورت محسوس نہیں ہوتی ۔

فاضل مصنف نے اس بظاہر بےجان اور کم اہمیت کے حامل موضوع پر قلم اٹھایا اور اسے نبھانے کی کوشش کی ہے۔ جس کی وجہ سے اردو ادب کے سرمائے میں ایک کتاب کا اضافہ ہوا ۔ جس سے قارئین بیسویں صدی کے نصف اول کی ادبی ، علمی اور ثقافتی جھلک دیکھ سکتے ہیں ۔

(ڈاکٹر محمد طفیل)